مُفکّرِ احرار چودھری افضل حق رحمۃ اللہ علیہ

(جعفر بلوچ، لاہور)

جیسا اس تمکنت سے بندۂ آزاد افضل حقؒ
کہ دنیا آج تک کہتی ہے زندہ باد افضل حقؒ
کسی جابر کے آگے وہ جھکا سکتا نہ تھا گردن
یقیناً روحِ آزادی کا تھا ہمزاد افضل حقؒ
یمِ الحاد میں اٹھتی ہوئی سفاک موجوں سے
اُلجھ پڑتا تھا کہہ کر ''ہرچہ باد اباد'' افضل حقؒ
ہمیشہ مسلکِ بوذرؓ رہا پیشِ نظر اس کے
نظامِ زر کا تھا اک معتبر نقاد افضل حقؒ
بہاریں زندگی کی پھوٹتی ہیں آج بھی اس سے
وہ اسلوبِ نگارش کر گئے ایجاد افضل حقؒ
شمار اس کا ابھی تک ہو رہا ہے بے وفاؤں میں
ہے اب تک موردِ الزامِ بے بنیاد افضل حقؒ
امینِ صدق و حریت ہے بے شک نسلِ نو جعفرؔ
جسے اس عہدِ نا پرساں میں آیا یاد افضل حق

لاهور
ظفر اقبال

تحریک آزادی کے نامور سپہ سالار مفکر احرار ۱۱/۱/۹۱

چودھری افضل حق رحمہ اللہ

کی یاد میں ایک تقریب

تحریک آزادی کے نامور سپوت مفکر احرار چودھری افضل حق رحمۃ اللہ علیہ کی اڑتالیسویں برسی کے موقع پر ملک کے مختلف شہروں میں مجلس احرار اسلام کے کارکنوں نے اُن کی یاد میں تقاریب منعقد کیں اور ایصالِ ثواب کیلئے ختم قرآنِ کریم اور دعاءِ مغفرت کا اہتمام کیا۔ اس سلسلہ میں دو اہم تقاریب لاہور میں منعقد ہوئیں

۸ رجنوری کو مجلس احرار اسلام لاہور کے کارکنوں نے ستلج بلاک علامہ اقبال ٹاؤن میں ایک اجتماع منعقد کیا۔ جسمیں جناب ظفر فاروقی ، رانا محمد فاروق ، مولانا محمد یوسف احرار ، میاں محمد ادریس اور اختر جنجوعہ نے مفکرِ احرار کی دینی قومی اور سیاسی وملّی خدمات پر خراجِ تحسین پیش کیا۔ مقررین نے اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہا کہ چودھری افضل حقؒ تحریک آزادی کا ایک ایسا سچا کردار ہے جس کے بغیر آزادی کی تاریخ نامکمل ہوگی انھوں نے دینِ اسلام کی تبلیغ ، مسلمانوں میں انقلابی روح کی بیداری ، فکری وسیاسی شعور کی بلندی اور نظریہ کے عملی اظہار کے لئے مجلسِ احرار اسلام کے اسٹیج سے شاندار خدمات سرانجام دیں۔ وہ حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کے عظیم ساتھی اور معتمد تھے۔ چودھری صاحب سراپا احرار تھے اور احرار کارکنوں کو منظم ومتحرک دیکھنا چاہتے تھے۔ انھوں نے اپنے جلیل القدر رفقاء احرار کے ساتھ مِلکر غریب اور مفلس مسلمانوں میں جذبۂ حریت بیدار کیا اور انہیں دینِ اسلام کے عملی اظہار کیلئے آمادہ وتیار کیا۔ احرار کارکنوں نے اس عزم کا اظہار کیا کہ چودھری افضل حق کے فکر اور جدوجہد کو زندہ رکھا جائے گا۔ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان میں حکومتِ الٰہیہ کے قیام کیلئے اپنی محنت جاری رکھے گی۔ تقریب کے اختتام پر ایصالِ ثواب کیلئے تلاوتِ قرآن کریم اور دعاءِ مغفرت کی گئی۔

علاوہ ازیں "نیشنل تھنکرز فورم" کے زیرِ اہتمام ۱۰ رجنوری کو پاکستان نیشنل سنٹر میں ایک سادہ

مگر پر وقار تقریب ممتاز دانشور پروفیسر اشفاق علی صاحب کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ جبکہ ماہنامہ "نقیب ختم نبوت" کے مدیر سید محمد کفیل بخاری خاص مہمان تھے۔ قاری عبدالقیوم صاحب کی تلاوتِ کلام مجید سے تقریب کا آغاز ہوا۔ در میاں محمد اویس نے ترانۂ احرار سنایا۔ جناب پروفیسر اشفاق علی نے اپنی صدارتی تقریر میں کہا کہ اس تقریب میں حاضری میرے دل کی تقویت کا باعث بنی ہے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ۱۹۳۵ء سے زمانے میں جب حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کی تقریر ہوا کرتی تو سرخ وردیوں میں ملبوس احرار کارکنوں سے جوان قافلے هزاروں کی تعداد میں قطار اندر قطار مارچ کرتے ہوئے جلسہ گاہ میں نظر آتے وہ شاہ جی کی تقریر سننے کیلئے بیقرار ہوتے اور عوام کا ایک سمندر جلسہ گاہ میں اُنکی خطابت کا اسیر ہوکر ساکت ہو جاتا۔ اُن کی تقریر شعلۂ جوالہ ہوتی تھی جس سے سب روشنی حاصل کرتے۔ لوگ فرِ وریات سے فارغ ہوکر سرِ شام احرار کے جلسوں میں پہنچ جاتے اور شاہ جی کی تقریر صبح کی اذان پر ختم ہوتی تو وہ گھروں کو لوٹتے۔ وہ تمام رات لوگوں سے ہمکلام رہتے لوگ گوش بر آواز رہتے۔ کبھی رُلاتے اور کبھی ہنساتے۔ میں نے اُنہی دنوں مُفکرِ احرار چوھدری افضل حق کا نام سنا۔ وہ احرار کے صفِ اوّل کے رہنما تھے اور شاہ جی کے دستِ راست، لوگ اُن سے محبت کرتے تھے اور وہ اِنھی لوگوں کو ساتھ لیکر آزادی کی جنگ لڑ رہے تھے۔ انہوں نے اپنے فکر و عمل سے برصغیر کی محکوم قوم میں حرّیت کی روح پھونکی۔ غیر جانبدار مؤرخ تحریکِ آزادی میں اُنکی خدمات کو نظر انداز نہیں کرسکتا۔ وہ بیشمار صلاحیتوں کے امین تھے۔ مجاہد آزادی، سچّا مسلمان، مبلّغ، صاحب طرز ادیب و انشاء پرداز ہونے کے ساتھ ساتھ دردِ دل رکھنے والے عظیم انسان تھے۔ اُنہوں نے مسلمان قوم کے غریب و مفلس، مزدور، کسان، اور پسے ہوئے طبقات میں خود اعتمادی بحال کر کے اُن کا معیار زندگی بہتر بنانے کی زبردست کوشش کی۔ اُنہوں نے مجلسِ احرار کے اسٹیج سے بہادر، غیرت مند اور دین پسند مسلمانوں کی زبردست قوّت کو منظم کر کے برصغیر کی سیاسی فضا میں هلچل مچا دی اور انگریزی حکومت کے ایوانوں میں زلزلہ برپا کردیا۔ آج ان نوجوانوں کو افضل حق کی یاد میں محو دیکھ کر سوچتا ہوں کہ وہ کتنے بڑے انسان تھے اور کتنے سچے مسلمان تھے جن کے فکر و عمل نے مسلمان نوجوانوں میں جذبۂ آزادی بیدار کر کے انہیں دلیر بنادیا اور وہ انگریز سے آزادی حاصل کرنے کا فیصلہ کر کے گھروں سے نکل کھڑے ہوئے۔ آج بھی نوجوان اُنکی جدّو جہد اور فکر کی شعاعوں سے منوّر ہو رہے ہیں۔ وہ اپنے خلوص، ایثار اور وفا کی بدولت زندۂ جاوید رہیں گے۔

تقریب کے خاص مہمان نواسۂ امیر شریعت سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ مفکرِ احرار افضل حق کی شخصیت ایک عہد اور ایک اِدارہ ہے جس نے مسلمانوں کی فکری و اِعتقادی تربیت کے ساتھ اُن میں خودداری غیرت اور جرأت پیدا کی۔ انہوں نے مسجد و مدرسہ کو اجتماعی زندگی کا حصّہ بنایا۔ اُن کی زندگی مقصدیت سے بھرپور ہے۔ افضل حق ایک مشنری آدمی تھے۔ وہ جھکنے والے نہیں تھے، اُنہوں نے اپنی استقامت سے دین دشمن اور سامراج ٹولہ کو ہلکان کر دیا۔ انگریزی اقتدار کی چولیں ڈھیلی کر دیں۔ وہ آفتوں اور مصائب سے یوں ٹکرائے کہ انہیں پاش پاش کر دیا۔ زندگی کو اُن پر ناز تھا۔ افضل حق اپنے فکر کا خود سب سے بڑا حوالہ ہیں۔ اُن کی تصانیف اُن کے فکر و نظر کی شاہد و عکاس ہیں۔ سید کفیل بخاری نے کہا کہ بعض کم علم لوگ بڑی شخصیتوں کے فکر و نظریہ کو پیش کرتے ہوئے اسمیں اپنا خبثِ باطن شامل کر دیتے ہیں۔ ایسے نام نہاد دانشوروں کے پیشِ نظر دو سطحی مقاصد ہوتے ہیں:

۱۔ شخصیتوں کے حوالے سے سستی شہرت حاصل کرنا۔

۲۔ اُن کے افکار میں تحریف کر کے جھوٹ بولنا اور ذہنی اِنتشار پیدا کرنا۔

مفکرؒ خود اپنے افکار کا شارح ہوتا ہے اور اس کا فکر اسکی عملی زندگی میں موجزن ہوتا ہے۔ افضل حقؒ اپنے افکار کی تشریح کے لئے قلم فروش دانشوروں، زرپرست مورّخوں، شکم پرور محققوں اور دین بیزار ترقی پسندوں کا محتاج نہیں۔ وہ اپنے فکر کا خود نقّاد ہے۔ وہ نہ تو دین بیزار ترقی پسند تھے اور نہ تقلیدِ جامد کے حامی۔ وہ اوّل و آخر دین پسند تھے اور وہ اسلام ہی کو دنیا کا سب سے زیادہ ترقی پسند دین سمجھتے تھے انکی تمام زندگی دینی حوالوں سے مربوط ہے۔ اُن کا عقیدہ و فکر اُن کی تحریروں میں واضح ہے۔ انھیں کمیونسٹ کہنا بہت بڑا جھوٹ اور تہمت ہے وہ ایک پروگریسو مسلم انقلابی مُفکّر تھے۔ ان پر کمیونسٹ کی تہمت لگانے والے اُن کا یہ قول بھول جاتے ہیں کہ "ابھی کمیونزم نے اسلام سے بہت کچھ سیکھنا ہے"۔ وہ جہاں ترقی پسندی بات کرتے ہیں۔ وہاں پانچ وقت نماز باجماعت کے اہتمام کی تلقین بھی کرتے ہیں۔ جہاد کی ترغیب دیتے ہوئے مسلمان نوجوانوں کو اپنی صحت پر بھرپور توجّہ دینے کی نصیحت کرتے ہیں۔ چودھری افضل حق نے معاشرے کی تمام بیماریوں اور انسانی بے راہ روی کو "اللہ سے بغاوت اور دین سے بیزاری" کا نتیجہ قرار دیا ہے۔ وہ خدا پرست ترقی پسند تھے۔ انہوں نے احرار کارکنوں میں آزادی سے زندہ رہنے اور غلامی سے بغاوت کے برملا اعلان کا حوصلہ، شعور اور جذبہ پیدا کیا۔ وہ انسانوں سے محبت کرنے

والا ایک انسان تھا جس نے اسی محبت سے ٹوٹے ہوئے دلوں میں خود کو آباد کر لیا تھا۔ حدیث قدسی ہے " انا عند المنکسرۃ القلوب "۔ اللہ فرماتے ہیں میں ٹوٹے ہوئے دلوں میں رہتا ہوں افضل حق بھی خدا کی بستی میں رہنا پسند کرتے تھے۔ مجلسِ احرارِ اسلام ہی ان کے افکار کی صحیح ترجمان ہے افضل حق کی احرار سے وفا کی انتہا یہ ہے کہ انہوں نے دفتر احرار میں ہی موت کو لبیک کہا اور وہیں سے اپنے غریب اور وفادار دوستوں، کارکنوں کے دوش پر سوار ہو کر قبرستان میانی صاحب میں محوِ خواب ہوئے۔ افضل حق عظیم مفکر، مصلح، سیاست دان، مبلغ، ادیب دانشار پرداز اور غریبوں کے غم گسار تھے

مولانا محمد سعید الرحمان علوی نے اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہا کہ مفکرِ احرار نے ایک دنیا کو اپنے رشحاتِ فکر سے سیراب کیا ہے۔ آپ کی تحریروں میں محض ادب کی چاشنی ہی نہیں بلکہ دینِ اسلام کے آفاقی پیغام کو دنیا تک پہنچانے کا احساس بھی ہے۔

جناب شہرت بخاری نے کہا کہ کم سنی میں والدِ مرحوم کے ساتھ دہلی دروازہ کے باہر احرار کے جلسوں میں جایا کرتا تھا۔ میں نے چودھری صاحب کو کئی جلسوں میں سنا مجھے اُن کا سراپا یاد نہیں لیکن سن کر یاد رہ جانا اُن کی عظمت کی دلیل ہے۔ اُن کی خطابت میں بلا کی کشش تھی۔ میں نے شعور سنبھالا تو اُن کی کتابوں کے حوالہ سے انھیں زیادہ جانا اور پہچانا۔ مجھے ابوالکلام آزاد بھی اسی طرح اچھے لگتے ہیں جس طرح قائداعظم۔ خطابت کے معاملہ میں میرا ذوق شروع سے لطیف ہے۔ میں نے مولانا آزاد، قائداعظم اور دیگر بڑی شخصیتوں کو سنا۔ مگر امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری سے زیادہ پُرکشش شخصیت رکھنے والا کوئی مقرر نہ دیکھا نہ سنا۔ ۱۹۴۷ء تک اُن کی خطابت کا راج تھا۔ وہ ایک شعلہ بیاں مقرر تھے۔

چودھری افضل حق پولیس انسپکٹر کی حیثیت سے **شاہ جی** کی تقریر نوٹ کرنے آئے تو اُن کے سحرِ خطابت کا شکار ہو گئے۔ شاہ جی نے افضل حق کا دل و دماغ بدل دیا۔ انہوں نے پولیس کی وردی اُتار کر آزادی کے کارکنوں کی وردی پہن لی اور ملازمت سے استعفیٰ دیدیا۔ وہ تخت سے اُتر کر تختے پر پہنچ گئے۔ مجلس احرارِ اسلام سے کسی کو اتفاق ہو نہ ہو لیکن اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ اس جماعت سے زیادہ کوئی جماعت مقرر پیدا نہ کر سکی۔ چودھری افضل حق نے آزادی کی تحریک میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں اور ہر دکھ کو سینے سے لگایا وہ صاحب طرز ادیب بھی تھے۔

کہا جاتا ہے کہ جو اَدب پارہ اپنے آپ کو پڑھنے پر مجبور کرے وہی بڑا اَدب ہے۔ باقی تو الفاظ کا ضیاع ہے۔ افضل حق نے مقصدی اَدب کے فروغ کیلئے عظیم علمی سرمایہ فراہم کیا ہے۔

ان کی تصنیف "زندگی" اُردو اَدب کی بہترین کتاب اور مقصدی اَدب کی ایک کڑی ہے۔ امیرِ شریعت کو افضل حق کی وفات کا بڑا صدمہ تھا۔ وہ ہر تقریر میں اُن کا ذکر بڑی محبت سے کرتے۔ آج مجھے خوشی ہے کہ نوجوانوں نے اُنہیں یاد کیا ہے وہ آزادی کے محسنوں میں سے تھے۔ ہم نے اُنھیں بھلا دیا اس لئے منزل ہم سے دور ہوگئی۔ اِن چراغوں کو روشن رہنا چاہیئے انہی سے راستے منوّر ہوں گے میں افضل حق کو ایک "زندگی" کے حوالے سے' دوسرا شاہ جی کے دستِ راست کی حیثیت سے پہچانتا ہوں اور جانتا ہوں۔ شاہ جیؒ کے بقول وہ اَحرار کا دماغ تھے ـــ

جناب نثار عثمانی نے کہا کہ مجھے ان شخصیتوں کے حوالے سے آزادی سے قبل کا دور یاد آتا ہے جب کالج سے ایک طالب علم کی حیثیت سے سیاست کو قریب سے دیکھا ـــ تب سیاست میں زر پرستی گٹھ جوڑ اور منافقت نہیں تھی۔ اس میدان میں اُترنے والے اکثر و بیشتر علم و ادب میں زیادہ دلچسپی لینے والے تھے۔ با اُصول اور باکردار تھے۔ چودھری افضل حق اُسی گروہ احرار کے علمبردار تھے۔ اُن سے ملنے کا اِتفاق نہیں ہوا۔ مگر اُن کی جد و جہد اور اَفکار کے حوالے سے اُن کے بارے میں ایک تأثر اُبھرتا ہے کہ انہوں نے قدرت کا مشاہدہ قریب سے کیا، نچلے طبقے کے مسائل کو قریب سے دیکھا اور محسوس کیا۔ اُنکی کتابوں میں حقیقت پسندی ہے، جنگِ آزادی میں اُن کی قربانی' ایثار اور خلوص اپنی جگہ قابلِ قدر ہیں ـــ اُن کی تحریریں مستقبل کی بصیرت کا پتا دیتی ہیں وہ ایک سچے مسلمان تھے، عظیم انسان تھے۔

چودھری صاحب مرحوم کے فرزند جناب قمر الحق پاشا نے کہا کہ میرے والد مرحوم نے ۱۹۲۱ء میں سیاسی زندگی کا آغاز کیا۔ ساڑھے سات برس جیل میں گذارے۔ فاقے کاٹے۔ مصائب برداشت کئے۔ جیل میں تشدّد سے اُن کا دایاں بازو مفلوج کر دیا گیا۔ سُرمہ کھلا کر گلا بند کر دیا۔ جس سے اُن کی آواز بیٹھ گئی۔ پھر انہوں نے بائیں ہاتھ سے لکھنا سیکھا اور عمر بھر اُلٹے ہاتھ سے لکھتے رہے۔ وہ انگریز کی غلامی سے نجات اور اسلام کی حکمرانی کے سوا کچھ نہیں چاہتے تھے۔ انہوں نے عظیم مقاصد کے حصول کیلئے اپنی ذات کو کبھی نُمایاں نہیں کیا بلکہ کارکنوں کو اپنی جگہ دیتے اور حوصلہ اَفزائی کر کے انہیں آگے لاتے۔ تحریکِ آزادی، سیاست اور اَدب کی جب بھی بات ہوگی افضل حق

تاریخ کا ایک زندہ روشن کردار نظر آئے گا۔

سبط الحسن ضیغم نے کہا کہ تحریکِ آزادی میں مجلس احرار اسلام کا کردار سب جماعتوں سے منفرد ہے۔ اس جماعت میں سید عطاءاللہ شاہ بخاری، چودھری افضل حق اور مولانا گل شیر شہید جیسے عبقری لوگ تھے جنہوں نے ملک و قوم اور نظریہ کیلئے سب کچھ قربان کر دیا۔ مجلس احرار اسلام برصغیر کی واحد انقلابی جماعت ہے جس نے انگریز کی فوج میں بھرتی کے خلاف دینی و سیاسی نقطۂ نظر سے فوجی بھرتی بائیکاٹ تحریک چلائی۔ جبکہ کانگرس جیسی بڑی جماعت بھی اس موقع پر خاموش رہی۔ ۱۹۳۶ء کے انتخابات میں خالد لطیف گابا بھی اُمیدوار تھے۔ وہ علامہ اقبال کے پاس گئے تو انہوں نے مشورہ دیا کہ اگر الیکشن جیتنا ہے تو احرار کے افضل حق کے پاس جاؤ۔ وہ دفتر احرار آیا تو افضل حق کو سادہ لباس میں دفتری کاموں میں مصروف دیکھ کر پہچان نہ سکا۔ واپس جاکر اقبال سے حلیہ بیان کیا کہ وہاں افضل حق تو نہیں کوئی کارکن دفتر کی صفائی اور دیگر کاموں میں مصروف تھا۔ اقبال نے کہا ظالم وہی تو افضل حق ہے جاؤ اور اس کے جاکر پاؤں پکڑ لو۔ مجلس احرار نے مسلمانوں کو برابری اور عدل و انصاف کا درس دیا۔ مساوات کا عملی نمونہ پیش کیا اور تمام مکاتب فکر کو ایک اکائی میں جمع کیا اُخوت و اتحاد کی فضا قائم کی۔ یہی افضل حق کا مشن تھا۔ بلاشبہ وہ ایک عظیم انسان تھے۔ مخلص قومی راہنما تھے، بہترین ادیب تھے۔ انہوں نے سیاست کے ساتھ ساتھ اُردو ادب کی زبردست خدمت کی۔ اُن کی کتاب "محبوبِ خدا" سیرت کی بیشمار کتابوں پر بھاری ہے اور اُن کی نجات کیلئے کافی ہے۔

جناب ظفر فاروقی نے کہا کہ افضل حق نے تمام زندگی حکومتِ الٰہیہ کے قیام، انسانی غلامی سے نجات سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کے مظالم کی بیخ کنی، دینی اقدار کے تحفظ و بقاء اور اسلام کے استحکام جیسے اہم مقاصد کیلئے زبردست جدوجہد کی۔

تقریب کے میزبان عباس نجمی نے کہا کہ ہمارے ہاں المیہ ہے کہ آزادی کے ہیروز اور اُن کا سچا کردار حکومتی پالیسیوں اور وقتی مصلحتوں کا شکار ہو گیا ہے۔ نصابی تاریخ کا حصہ نہ بننے کی وجہ سے انہیں فراموش کر دیا گیا ہے گروہ احرار کے سینکڑوں سپہ سالاروں، مجاہدوں اور کارکنوں کو نظرانداز کر دیا گیا ہے حالانکہ اگر تحریکِ آزادی نہ لڑی جاتی تو تحریکِ پاکستان کبھی شرمندۂ تعبیر نہ ہوتی۔ یہی مجاہد ہمارے